کلید ربانیہ درسلسلہ حقانیہ

(تعارف احوال وتذکار)

الشیخ المخدوم حضرت رشید الدین حقانی المعروف حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ

(569 ھجری تا 669 ھجری)

مخدوم محمد شہباز شاہ ہاشمی

امیر تنظیم سادات بنی ھاشم (تسبیح) جنوبی پنجاب

انتساب

بحضور سیدنا مخدوم الاولیاء، زبدۃ الاتقیاء، مظہر ذات محبوب سبحانی حضرت مخدوم رشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ

اس مرغ بسمل کا رقص، جو تیری نسبت سے دیدار الٰہی کی آرزو میں خاکستر ہونے کی خواہش لیے، کیفیت سکرات میں ہے

تشنہ حروف کی ممکنہ آبیاری

ہر جملہ ہر حرف اپنی تفسیر وتشریح کے لے اپنے محرک کا محتاج رہتا ہے جس طرح انسان کا ہر فعل فاعل حقیقی کی منشا کے اظہار کا مرہون منت ہوتا ہے۔ مجھے اپنی کم مائیگی اور علمی دریدہ دامنی کا بخوبی ادراک ہے اور میں نے اپنی اس کوشش قرطاس کی سفیدی وسیاہی سے صرف ایک امید واثق پیدا کرنے کی کاوش دانستہ یہ ضروری ہے کہ شیخ المشائخ حضور سیدنا مخدوم عبدالرشید حقانی علیہ الرحمتہ کی ایک نگاہ جو میرے لئے مژدۂ جان فزا بنے گی اور بالیقین ضرور ہوگی۔

'زروئے لطف سوئے من نظر کن'

کیونکہ قبض وبست کی کیفیات جو میرے لئے مسلسل کرب بن چکی ہیں اس حقیر کوشش سے قلب مقفل کے کھلنے میں اور رمقصود حقیقی کے قرب کی کلید ممکنہ ثابت ہوگی۔قارئین کے لیے یہ عرضداشت قرب الٰہی کا ذریعہ بذریعہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا حضور غوث الاعظمؓ کی بارگاہ میں رسائیت کا ذریعہ بنے گی۔

قارئین کے لیے یہ عرضداشت قرب الٰہی کا ذریعہ بوسیلہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا غوث اعظمؓ کی بارگاہ میں رسائی کا ان شاء اللہ زینہ بنے گی۔ بندہ ناچیز کو یہ چند حروف لکھنے کی جو نعمت عظمی نصیب ہوئی ہے، اس کے اصل محرک تنظیم سادات بنی ہاشم (تسبیح) کے امیر محترم جناب ڈاکٹر واجد پیرزادہ انتہائی قابل احترام برادر خورد جناب مخدوم ڈاکٹر شاہد بہار ہاشمی ہیں۔اور جو عزت وتکریم مجھے معاشرے میں

میرے حصے میں آئی۔ بھائی کم اور سب کچھ زیادہ کے معنون جناب مخدوم پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد شاہ (وائس چانسلر سکردو یونیورسٹی) ہیں اور اس تحقیقی کام میں میرے بھتیجے جناب مخدوم محمد ندیم ہاشمی اور جناب مخدوم محمد شاہ ہاشمی میرے دست و بازو رہے اور اگر مخدوم فہیم اعظم قریشی شبانہ روز محنت نہ کرتے تو یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔

میری زندگی کی ناؤ جو گرداب مسلسل میں رہی پتوار کے مثل رہے جناب مخدوم امیر شاہ صاحب۔ یہ کہنے میں مجھے کوئی باک نہیں کہ علمی موشگافیوں میں تھوڑی بہت سمجھ کی جو جھلک شائد نظر آئے تو وہ وجہ ہوگی صحبت جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد سربراہ شعبہ علوم اسلامیہ این۔سی۔بی۔اے یونیورسٹی ملتان اور بطور مہمیز جناب پروفیسر منیر احمد رزمی صاحب نے وہ خواب دکھائے جو مقبول تعبیر ہوئے۔ الغرض میں ہر اس شخص کا ممنون ہوں جس نے میری خیر خواہی کی اور میں اس قابل ہوا۔

آخر میں، میں سپاس گذار ہوں اس وجہ کا، جو میرے ہونے کی وجہ بنی یعنی کہ میرے والد بزرگوار اور مجسم مشکور ہوں، اس روح کا جس نے میرے جسم کو روح جیسی پہچان بخشی یعنی کہ میرے شیخ مکرم اور احسان مند ہوں اس ہستی کا جس نے اس مموے کو شہباز بنانے کی عملی تمثیل کی شکل دی یعنی کہ جناب مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔

تعارف

شجرہ نسب

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت مخدوم احمد غوث رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت مخدوم کمال الدین علی شاہ، ابوبکر کروڑی بن حضرت سلطان جلال الدین محمد بن حضرت سلطان علی بن حضرت سلطان شمس الدین کروڑی، بن حضرت سلطان حسین شاہ بن حضرت سلطان عبداللہ بن حضرت سلطان حسین المعروف ثانی بن حضرت سلطان خزیمہ، بن حضرت امیر حازم بن حضرت عبدالرحمٰن المعروف بن حضرت عبدالرحیم بن حضرت امیر مہیار بن حضرت اسد بن حضرت ہاشم بن حضرت عبدالمناف بن حضرت قصیٰ بن حضرت کلاب بن حضرت مرہ بن حضرت کعب۔۔۔الی آخرہ۔۔۔سیدنا حضرت آدم علیہ السلام

ہجرت عن الحجاز

آپ کے خاندان کے ایک بزرگ حضرت امیر عبدالرحمٰن المعروف تاج الدین المطر ف کو بنوامیہ کے حکمران، مروان الحکم (المتوفی 122ھ) نے اپنی بیعت پر مجبور کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے آپ کو اپنے وطن سے ترک سکونت اختیار کرنا پڑی۔

سکونت در جبال

حضرت امیر تاج الدین المطر ف حجاز مقدس سے جہانی، جو بعد میں خوارزم اور اب ترکمانستان کے نام سے مشہور ہے، میں مستقل سکونت اختیار کی۔ خاندانی عز و شرف کی بنا پر یہ گھرانہ ہمیشہ معزز و مقتدر ٹھہرا۔ لہذا یہاں اس خطہ میں بھی آپ کی اولاد فضل و کمال میں یکتا بنی، اور سلاطین وقت کے مدد و معاون ہونے کی وجہ سے منصب اور جاگیر حاصل رہی۔

اسی وجہ سے حضرت امیر تاج الدین المطرف سے لے کر سلطان کمال الدین ابوبکر کروڑی رحمتہ اللہ علیہ تک سارے والیان ریاست شمار ہوتے ہیں۔ حضرت امیر تاج الدین المطرف رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک ہستی جو سلطان حسین کے نام سے موسوم ہے، معاونین و رفقائے سلطان سبکتگین اور اس کے فرزند سعید محمود غزنوی میں شامل رہے۔

برصغیر میں آمد

سلطان محمود غزنوی کے تیسرے حملے کے وقت سلطان حسین رحمتہ اللہ علیہ سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہند میں وارد ہوئے۔ سلطان محمود غزنوی نے جابجا اپنے قلعے اور چھاؤنیاں قائم کیں، تو ایک قلعہ کوٹ کروڑ میں بھی قائم کیا۔ اور یہ قلعہ سلطان محمود غزنوی نے حضرت سلطان حسین رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ اور یہیں پر حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کے دادا حضور حضرت مخدوم کمال الدین علی شاہ کی ریاست قائم ہوئی اور یہیں پر آپ کے دو فرزندان مانند لعل و گوہر

1۔ حضرت مخدوم احمد غوث رحمتہ اللہ علیہ 2۔ حضرت مخدوم محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے

ولادت باسعادت

حضرت مخدوم کمال الدین علی ابوبکر کروڑی کے فرزند اکبر حضرت مخدوم احمد غوث کے ہاں سات فرزند بارگاہ ایزدی سے ودیعت ہوئے۔

1. حضرت مخدوم رشید الدین حقانی المعروف حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ
2. حضرت مخدوم عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ
3. حضرت مخدوم فقر علی المعروف ملا فقیر رحمتہ اللہ علیہ
4. حضرت مخدوم سعد الدین المعروف شیخ سادن رحمتہ اللہ علیہ
5. حضرت مخدوم موسیٰ نواب رحمتہ اللہ علیہ
6- حضرت مخدوم راول دریا رحمتہ اللہ علیہ
7. حضرت مخدوم محمد طاہر ظاہر رحمتہ اللہ علیہ

6. عائلی زندگی

جہاں نقوش کی تہذیب ارادہ ءمشیت ایزدی کے تحت وقوع پذیر ہونا زندگی کا مقصد اول ٹھہرے، وہاں پر قدرت ہر لمحہ ایک نئے زاویے، ایک نئی جہت کا منظر پیش کرتی ہے۔ عین اسی اصول کے تحت جناب حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کے چار نکاح ہوئے۔ جن کی ترتیب اس طرح سے ہوئی۔

1- عقد اولی

عنوان شباب میں پہلا نکاح آپ کی عم زاد، ہم زاد و ہم سر، مرقع حسن و جمال و کمال ظاہر و باطن، عفیفہ، طاہرہ، سیدہ حضرت بی بی کمال

خاتون سے ہوا، جو کہ شریکہ الغوث العالمین، حضور شیخ الاسلام والدین شیخ بہاء الحق والدین کی ہمشیر ہیں۔ان کے حسن و جمال اور حسن انتظام خانہ سے یہ خانہ جہاں روشن ہوا۔

2- عقد ثانی

نواح ملتان میں ایک بہت بڑی جاگیر کے مالک قوم مڑل کے ایک عقیدت مند نے اپنی دختر نیک اختر آپ کے عقد میں دے کر اپنی دینوی اور اخروی زندگی کو چار چاند لگائے۔

3- عقد ثالث

اس وقت کے ایک راجہ رائے الونہ کھچی نے اپنے جگر کا ٹکڑا حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کے حضور پیش کیا۔

4- عقد چہارم

نکاح اربعہ آپ نے آخری عمر مبارک میں بادشاہ وقت کی شہزادی سے فرمایا جو کہ حضرت شیخ الاسلام کا مرید و عقیدت مند تھا۔

شہزادگان حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ

خداوند قدوس نے آپ کو چار شہزادے عطا فرمائے۔جو اپنی جگہ پر ہر ایک آسمان دنیا پہ آفتاب بن کر چمکا اور اس دنیا کو ظلمت سے نور کی طرف لا کر اجالوں کا ایک جہاں بنا دیا۔

1- حضرت مخدوم ابوبکر رحمتہ اللہ علیہ

یہ فرزند شہیر، نبیرہ ءغوث العالمین ہیں اور وارث مسند مخدوم الاولیاء، سرخیل سلسلہ ءقادریہ کے جانشین ہیں۔نجیب الطرفین ہونے کے ناطے جذب وقدرت کے شاہکار تھے اور مشاہدہ ءحق اپنے مربی حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت کے مظہر اتم تھے۔جلال زیادہ ہونے کی وجہ سے والد محترم نے انہیں مقام خلوت اختیار کرنے کا حکم دیا۔آپ کا وصال، آپ (حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ) کی حیات مبارکہ میں ہوا۔

2- حضرت مخدوم محمد رحمتہ اللہ علیہ

حضرت بی بی کمال خاتون رحمتہ اللہ علیہا کے بطن اطہر سے یہ دوسرا گلاب حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کو عطا ہوا۔جن کی نسل سے باقاعدہ سلسلہ قادریہ اور اویسیہ کو ایک نئی جہت عطا ہوئی۔اس کا ذکر آگے جا کر آئے گا۔اس فرزند ارجمند کو حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کی قربت اور فیض سے کما حقہ، مستفید و مستفیض ہو کر زمانے کو منور و روشن کرنے کا بھرپور موقع ملا۔آپ ہی کی اولاد سے حضرت عمر جتی سلطان نویں صدی ہجری میں اس دنیا میں منصۂ شہور پر نظر آئے۔جنھوں نے عالم روحانیت کو ایک نئی حیات بخشی۔اور معرفت الہیہ کے ایسے جام لٹائے کہ دنیا ششدر رہ گئی۔اسی چشمہ ءآب حیات سے حضرت سلطان عبدالحکیم رحمتہ اللہ علیہ سیراب ہو کر ایک وسیع سلسلہ

قادریہ اویسیہ کے ساقی ٹھہرے۔اس وقت مخدوم رشید میں موجود۔۔آپ ہی کی اولاد سے اس جگہ متمکن ہیں۔

3- حضرت مخدوم نواب صدرالدین قتال رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کے تیسرے شہزادے ہیں۔آپ اپنی نہائی جاگیر بطرف مشرق، وہاڑی ضلع اور تحصیل میلسی اور دنیا میں آپ کی ریاست تھی۔خاندانی جلالت آپ کے رگ وپے میں ہروقت موجزن رہتی اور کمالات کا ظہور عالم تھا۔زبان، سیفی الرحمٰن تھی ۔ امرکن کی مسند پر جلوہ افروز تھے۔ ہرلحظہ جذب ومستی اور روحانی ریاستوں میں معرفت الٰہی کے حصول کے لیے غوطہ زن رہتے۔اسی جذب وحال کی کیفیت سے اٹھتی نگاہ قیامت ڈھانے کے درپے رہتی۔اسی بناء پر آپ قتال کے لقب سے مشہور ہوئے جو کہ قلندارنہ حال کا درجہ ءاتم ہے۔

4- حضرت مخدوم حسن رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مخدوم حسن بادشاہ وقت کی بیٹی سے متولد ہوئے۔آپ کا مزار تحصیل کہروڑپکا ضلع لودھراں میں ہے۔منقول ہے کہ حضرت لال شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کا حضور شیخ الاسلام سے وجہ بیعت ،آپ کا روحانی مناقشہ اور مجادلہ ہے۔حضرت قلندر پاک رحمتہ اللہ علیہ کی، حضرت غوث العالمین سے عقیدت کی اسیری اسی نوجوان کی روحانی طاقت کا مظہر ہے۔اور آپ ہی کی نسل سے حضرت مخدوم عالی معروف بزرگ جن کے جام پر قصبہ آباد ہے، ہیں۔

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کرام

1- حضرت مخدوم عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ
2- حضرت مخدوم فقر علی رحمتہ اللہ علیہ
3- حضرت مخدوم سعدالدین رحمتہ اللہ علیہ
4- حضرت مخدوم محمد طاہر ظاہر رحمتہ اللہ علیہ
5- حضرت مخدوم ابوبکر رحمتہ اللہ علیہ
6- حضرت مخدوم محمد رحمتہ اللہ علیہ
7- حضرت مخدوم حسن رحمتہ اللہ علیہ
8- حضرت سید ایوب شاہ حسین سکنہ ملک چین

ان اسمائے گرامی میں اول الذکر چار آپ کے برادران بزرگوار ہیں جن کو آپ نے نسبت قادریہ میں بیعت فرماتے ہوئے معاشرہ میں رشد وہدایت کے لیے مختلف علاقوں میں ذمہ داری سپرد کی۔آپ نے اپنے دو بھائی اپنے ہم زاد حضور شیخ الاسلام کی خدمت میں نسبت سہروردیہ کے لیے پیش کیے۔اور اپنے تیسرے فرزند حضرت مخدوم نواب صدرالدین قتال کو بھی حضرت بہاء الدین رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت کا فیض حاصل کرنے کے لیے حضرت مخدوم جلال الدین سرخ پوش بخاری کی بیعت کروایا۔

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی خدمات

حضرت بہاءالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے حصول علم ومعرفت کے سفر کے نتیجے میں خاندانی سربراہی مختلف امور میں آپ (حضرت مخدوم

عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ) کے ذمہ ٹھہری۔ آپ نے اس ذمہ داری کو بخوبی نبھاتے ہوئے، اپنی اس سلطنت اوراب اس وطن مالوفہ میں علم کی شمع اس طرح روشن کی جس کی ضوء سے تمام جہان ضوفشاں ہوگیا۔اس وقت سرزمین ملتان کے معروضی حالات یوں تھے کہ یہ سارا خطہ ہندوتہذیب کے زیر اثر تھا۔اوراس عالم کفر کو پھر'اقرء ' کی ضرورت تھی۔اس پیاس کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک ایسے تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی جس میں نہ صرف قرآن مجید وحدیث کی مروجہ تعلیم بلکہ اس وقت کی جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ معاشرت ومعیشت کا مکمل خاکہ ذہن میں رکھتے ہوئے اسے ایک شاہکار درسگاہ کی شکل دے دی۔

جب حضور شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ متداولہ اورروحانی کمالات کا دوشالہ اوڑھے ایک طویل عرصہ کے بعد وطن واپس تشریف لائے تواس وقت منظر دیدنی تھا کہ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ شہر پناہ سے باہر نکل کرایک کثیر تعداد شاگردان، عقیدتمندان کے ساتھ بھرپور استقبال کیا۔اورانہیں ایک منظّم درسگاہ جس میں تمام شعبہ جات کر دیئے گئے تھے سونپ دی۔جو بعد میں آپ کے حسن انتظام وانصرام کے نتیجے میں مدرسہ بہائیہ العالمیہ کے روپ چاردانگ عالم بلا د عرب وعجم میں اسلام کی جولانیوں کا مظہر ثابت ہوئی۔

مدرسہ رشیدیہ کا قیام

حضرت غوث العالمین رحمتہ اللہ علیہ کی آمد کے ساتھ آپ نے ایک طویل سفر کا ارادہ فرمایا اورایک لمبے عرصے تک حجاز مقدس میں تعلیمی اور روحانی سفر میں ایک عظیم خلعت فاخرہ اورنعمت عظمی نسبت قادریہ سے فیض یاب ہوکر اپنے واپس تشریف لائے اور پھر جس سرزمین پر آپ کے قدم مبارک لگے اس سرزمین کو ماڑی رشید کہا جانے لگا۔جو آپ کی نسبت سے مخدوم رشید کہلائی،

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ نے تادم آخر قران وحدیث کی تعلیم اتنی جانفشانی سے عام کی کہ مورخ سیاح ابن بطوطہ نے ایک واقعہ کا اس طرح سے ذکر کیا کہ میں جب ملتان سے دہلی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اس جگہ گذرا تو میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ انتہائی ضیعف العمری کی حالت میں مسجد میں درس حدیث میں مشغول ہیں۔ان کے پپوٹے آنکھوں پر بار بار گر جاتے تھے اورانہیں وہ اٹھا کر درس حدیث طالبان خدا اور رسول ﷺ کی علم ومعرفت کی پیاس بجھا رہے تھے۔

نسبت قادریہ وسلسہ ءحقانیہ

جب آپ حضرت بہاءالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی واپسی پر عازم سفر ہوئے تو آپ نے علوم ظاہرہ کے حصول کے ساتھ ساتھ معرفت خداوندی میں مزید قرب کی پیاس بجھانے کے لیے نکلے تو ذات الہی نے اس ہستی کی طرف راہنمائی کی جو عرصہ سے ایک شہباز روحانی کی منتظر تھی۔بس مقصود گو ہرایک معلوم وقت اور معین لمحات کا متقاضی تھا تو آپ کو یہ یہ بے مثل نسبت حضرت سید علی ہمدانی بن شاہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں عطا ہوئی جس نے حضور سیدنا غوث اعظم کی تجلیات ابر رحمت کی صورت میں برساتے ہوئے اس منبع ء فیض کو ایک بحر بیکراں میں بدل دیا۔اور پھر اس چشمہ ءفیض سے قیامت تک دنیا سیراب ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کی معاشرتی خدمات

تشکیل نوع انسانی کے ساتھ سب سے پہلا تصور ایک سلیم العقل ذہن میں جو ابھرتا ہے وہ ہے معشیت ۔معاشرہ میں پہلی اور بنیادی ضرورت بقائے انسان جو دماغ میں جگہ پاتی ہے وہ ہے کہ ایک انسان زندہ کیسے رہے گا؟ اپنی بھوک کیسے مٹائے گا؟ اسی ایک نقطہ پر ایک دنیا آباد ہوئی ہے۔اور اسی بھوک کو مٹاتے مٹاتے نوع انسانی نے کئی دفعہ یہ دنیا مٹادی۔

دنیائے افرینش سے تادم آخر کائنات اسی شکست وریخت کا شکار رہی ہے۔ضرورت تھی تو صرف بھوک مٹانا مگر یہ ضرورت جس انسان کی تمام تر حیات پر بعض اوقات حرص بن کر چھا جاتی ہے تو یہی بھوک پھر اتنی بڑھ جاتی ہے کہ تمام بھوک کو حرص کی بھوک میں جھونک کر اس دنیا کو جہنم بنا دیتی ہے۔

اسی بھوک والی حس کی تہذیب کے لیے خدا نے معاشرتی تشکیل کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ اس ارض عارضی کے لئے بنایا اور ان کے بعد اولیاء و حقیقی علماء ہیں کو وارث بنایا۔انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلے کے سرخیل وسید وسردار اور محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ الثناء ٹھہرے اور تدریجا اولیاء کے سلسلے میں حضور سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الوری ٹھہرے۔

اور اسی سلسلے میں حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ نے معاشرت کی ایک ایسی تہذیب کی اور ایسی ترتیب قائم کی کہ اپنی سلطنت ظاہرہ اور پوری بے شمار مال و دولت، حق داران معاشرہ میں تقسیم کرتے ہوئے روح اور جسم کی ضرورت کے مطابق ،معیشت میں وہ توازن قائم کیا کہ آپ تک اور آپ کی اولاد امجاد اور آپ کے خاندان کو یہ نعمت اعلی نصیب ہوئی کہ اپنی ضرورت کے علاوہ مال و دولت سب قابل زکواۃ ٹھہرا۔آپ نے اپنی ذاتی ملکیت کا خزانہ جو کہ کروڑوں اشرفیوں میں تھا،اور ایک وسیع خطہ جو کہ آپ کی عملداری میں تھا سب کا سب راہ خدا میں خیرات کر دیا۔اور ایسا صرف ایک بار نہیں ہوا بلکہ آپ (حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ) کی زندگی میں بار بار ہوا۔ وہ اس طرح کہ جہاں جہاں آپ کی شادیاں ہوئیں وہ سب کے سب انتہائی مالدار اور خطہء ارض پر حکمران تھے، جو کچھ ان کے طرف سے بھی موصول ہوا سب خیرات کر دیا۔اور یہ معاشرت میں توازن معیشت کی بہترین مثال معاشرہ میں قائم ہوگئی۔اور جو ذہنی بھوک تھی اس عمل جو کہ سنت محمدی ﷺ کا منہج تھا کی وجہ سے ایسی مٹی کہ آپ (حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ) کی تمام اولاد سے مٹ گئی۔ آپ کے فرزندان اور آپ کے پوتے جنہوں نے آپ کے سامنے زندگی گزاری،اس کا بہترین نمونہ ثابت ہوئے۔

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی خدمات

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ مادرزادولی ہونے کی نعمت عظمی سے مزین تھے چونکہ اس خاندان کا شمار ہی منیبین میں ہوتا ہے مگر اس اسباب کی دنیا میں روح کو جو قرب الہی کی بلندی نصیب ہوئی ، وہ صرف آپ ہی کا خاصہ ٹھہری۔آپ صرف ایک واسطہ سے ہی شہباز لامکان، محبوب یزداں، ساکن کون ومکان، حضور سیدنا عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی وارثت عظمی کا بوسیلہ حضرت سید علی ہمدانی بن شاہ یوسف

ہمدانی ٹھہرے اوراس دولت کو برصغیر میں، تصوف اور سلوک کوسبقا سبقا اس خطے میں تقسیم کرنے والے فرد فرید ہوئے۔

روحانی عظمت کا ثبوت اس سے بڑھ کراور کیا ہوگا کہ آپ کے معاصرین جو کہ افلاک، روحانیت، معرفت کے قطب نما لوگ ہیں، حضور زہدالانبیاء حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ، حضور شیخ الاسلام والدین حضرت بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ، حضرت جلال الدین سرخ پوش بخاری رحمتہ اللہ علیہ، ان حضرات کے آپ کی شان میں وہ الفاظ روحانی معراج کا منہ بولتا ثبوت ہیں جوان ہستیوں نے کوہستان کے سلسلہ مکران کے ساحل پر دوران مشاہدہ حق کے اعلیٰ منظر پر بیان کیے۔

'اس وقت ہم سب سے زیادہ قرب الٰہی اور مشاہدہ حق میں بھائی عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ کے جسم کا رواں رواں دیدار الہیہ میں مشغول ہے'

الغرض آپ کی اپنی ذات سے اپنے فرزندان، اپنے بھائیوں سے اور جلیل القدر خلفاء ہستیوں سے یہ ہندو معاشرہ شرف بہ اسلام ہو کر توحید و رسالت کا ایک عظیم اور طویل سلسلہ ثابت ہوا۔ آپ کے خلفاء اور اولاد نے یہ تمام خطہ جو کہ اخلاقی پستیوں کا مسکن بن چکا تھا، اسلام کی لازوال تعلیم و تربیت کا گہوارہ بن گیا۔

خلاصہ کلام

غرضیکہ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ نے باوجود مادرزاد ولی ہونے کے، علمی و روحانی طاقت کے اسباب کو ترک نہ کیا بلکہ ہر چیز عملی طور پر منہج سنت مبارکہ کے مطابق اختیار کی۔ اور قضاء وقدر کے ساتھ ساتھ اختیار فرد کا ایک عملی نمونہ پیش کیا۔ دنیا کو اس طرح استعمال کیا کہ دنیا دل میں جگہ نہ پاسکی اور اسباب کو اس طرح ترک نہیں کیا کہ رہبانیت کی عملی تفسیر بن جائے۔ یوں دین محمدی ﷺ کی عملی تفسیر اپنی زندگی کو نمونہ بنا کر ہمارے سامنے پیش کر دی۔